

"افریقہ آگے کی طرف" کے نعرے کے پیچھے استعماری تبدیلی کی کشمکش چھپی ہوئی

ہے!

تحریر: استاد سعید فضل

(ترجمہ)

کینیا کے دارالحکومت نیروبی میں رواں ماہ مئی میں "افریقہ آگے کی طرف" (Africa Forward) نامی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی مشترکہ سرپرستی فرانسیسی صدر ایمانوئل میکرون اور ان کے کینیا کے ہم منصب ولیم روٹو نے کی۔ اس چمکدار نعرے کی آڑ میں، اور مصر و چاڈ کے صدور سمیت تقریباً تیس افریقی و بین الاقوامی قائدین اور حکام کی نمایاں شرکت کے ساتھ، براعظم پر بین الاقوامی تسلط کے نئے ابواب تحریر کیے گئے۔ انگریزی بولنے والے (اینگلو فون) ماحول میں جمع ہونے والا یہ مجمع حقیقی خود مختاری کی طرف منتقلی کی نمائندگی نہیں کرتا، بلکہ یہ کھلے عام استعماری تبدیلی اور رد و بدل کے عمل کی عکاسی کرتا ہے، جہاں اپنے گرتے ہوئے اثر و رسوخ کو بچانے کی فرانس کی مایوس کن کوششیں، اس اثر و رسوخ کو منظم طریقے سے ہڑپ کرنے اور پرانے استعمار کی جگہ اپنے "نرم" استعمار کو لانے کی امریکی جدوجہد کے ساتھ گتھم گتھامیں۔ یہ ایک ایسی سربراہی کانفرنس ہے جس میں پیرس کو مغربی افریقہ کے صدر دروازے سے نکالا جا رہا ہے (فرانس)، دونوں کو ایک ساتھ باہر نکالا جائے، اور ان آلہ کار نظاموں کا تختہ الٹ دیا جائے جو ان دونوں کے لیے راہ ہموار کرتے ہیں۔

براعظم کے مغرب اور وسط، بالخصوص ساحل (Sahel) کے خطے کے ممالک میں روایتی فرانسیسی استعماری نظام کی تاریخی شکست نے پیرس کے لیے ایک شدید دھچکا پیدا کیا، جو شدید عوامی غم و غصے کے دباؤ میں اپنی فوجی چھاؤنیاں خالی کرنے اور اپنے سفارت کاروں کو واپس بلانے پر مجبور ہو گیا۔ تاہم، فرانسیسی سیاسی اشرافیہ نے "آگے کی طرف بھاگنے" کی منطق اور "حملہ ہی دفاع کا بہترین ذریعہ ہے" کی حکمت عملی پر عمل کرتے ہوئے اس ذلت آمیز بے دخلی کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے، بلکہ اپنے روایتی بحرائی دائرے سے باہر قدم جمانے کے لیے نئی جگہ کی تلاش میں تیزی دکھائی۔ اینگلو فون (انگریزی بولنے والے) علاقوں کی گہرائیوں کی طرف یہ پیش قدمی، اور "مستحکم اور امید افزا" ممالک کے ساتھ نئے اسٹریٹجک اور اقتصادی اتحاد کی تلاش، درحقیقت اپنی شکست خوردگی پر پردہ ڈالنے اور سرمایہ کاری، ڈیجیٹل اور ماحولیاتی جدید شکلوں میں اپنے اثر و رسوخ کو دوبارہ پیدا کرنے کی ایک واضح کوشش تھی، جس کے پیچھے استعمار، تسلط اور سیاسی فیصلوں کو کنٹرول کرنے کے وہی پرانے عزائم چھپے ہوئے ہیں۔

دوسری جانب، فرانس کی یہ پسپائی کسی خلا میں واقع نہیں ہوئی، بلکہ اسے امریکی طاقت نے ہوا دی اور اس خلا کو پر کرنے کے لیے بھرپور پیش قدمی کی تاکہ اثر و رسوخ کو منظم طریقے سے ہڑپ کرنے کی پالیسی پر عمل کیا جاسکے۔ امریکہ، افریقہ میں اپنے یورپی شراکت داروں کے ایک مخلص اتحادی کے طور پر نہیں، بلکہ ایک ایسے اسٹریٹجک متبادل کے طور پر کام کر رہا ہے جو مطلق بالادستی کا خواہاں ہے، اور وہ اس مقصد کے لیے فرانسیسی انتظامیہ کی بے بسی اور اپنے براہ راست استعماری ماضی کے بارے میں افریقی عوام کی حساسیت سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ امریکہ افریقی اشرافیہ کے سامنے خود کو دہشت گردی کے خلاف جنگ، ڈیجیٹل ترقی اور قرضوں وغیرہ کے شعبوں میں ایک باصلاحیت شراکت دار کے طور پر پیش کر رہا ہے، لیکن درحقیقت میں وہ ایک ایسے "نرم استعمار" کی مشق کر رہا ہے جو جدید سرمایہ دارانہ ہتھیاروں کا استعمال کرتے ہوئے براعظم کو بحر اوقیانوس (اٹلانٹک) کے تسلط کے نیچے رکھنا چاہتا ہے، اور اسے حریف چینی اور روسی پھیلاؤ سے بچانا چاہتا ہے۔

یہ بین الاقوامی چھینا چھپی اور نکالنے والے (امریکہ) اور نکالے جانے والے (فرانس) کے درمیان کرداروں کا متبادل، افریقی اقوام کو ایک تلخ تاریخی حقیقت کے سامنے کھڑا کر رہا ہے، اور وہ یہ کہ ایک استعمار کو دوسرے سے بدلنے پر جو الگانا ایک ہاری ہوئی بازی ہے، جس کا نتیجہ محض غلامی کی طوالت اور دولت کی لوٹ مار کو قانونی جواز فراہم کرنے کے سوا کچھ نہیں نکلے گا۔ حقیقی آزادی اور مکمل خود مختاری مغربی دارالحکومتوں میں چہرے بدلنے سے حاصل نہیں کی جاسکتی، بلکہ اس کا آغاز خود براعظم کے اندر سے اس عوامی

شعور کے ذریعے ہونا چاہیے کہ استعمار کو اس کی تمام فوجی، معاشی اور ثقافتی شکلوں اور ناموں سمیت ختم کرنے کے لیے حقیقی جنگ لڑنا لازم ہے۔ یہ شعور اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان آلہ کار حکمران نظاموں کی حقیقت کی طرف توجہ دی جائے جو اقتدار میں رہنے کے عوض استعمار کے لیے راہیں ہموار کرتے ہیں اور اس کے مفادات کے وفادار محافظ کے طور پر کام کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کرائے کے نظاموں کا تختہ الٹنا اور ان کے سرمایہ دارانہ ستونوں کا خاتمہ کرنا ہی آزادی کی جانب پہلا اور بنیادی قدم ہے۔

اس جغرافیائی سیاسی (جیوپولیٹیکل) اور فکری تناظر میں، براعظم کی تہذیبی شناخت آزادی کی جنگ میں ایک فیصلہ کن عنصر کے طور پر ابھرتی ہے جسے نظر انداز یا فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ چونکہ آبادیاتی اور سماجی حقائق یہ بتاتے ہیں کہ افریقی براعظم کی آبادی میں مسلمانوں کا تناسب سب سے بڑا اور سب سے زیادہ متحرک ہے، جہاں ان کی تعداد کل آبادی کے نصف سے زیادہ ہے، اور ان کی اہمیت و اثر و رسوخ شمالی ساحلوں سے لے کر مغرب، مشرق اور وسط کی گہرائیوں تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ عظیم انسانی قوت، اپنے اس منفرد فکری، نظریاتی اور تاریخی سرمائے کے ساتھ جو غلامی اور تبعیض کو مسترد کرتا ہے، وہ مضبوط چٹان ہے جس سے ٹکرا کر استعمار اور سرمایہ دارانہ لوٹ مار کے منصوبے پاش پاش ہو سکتے ہیں۔ ایک مکمل اور اصولی اسلامی تہذیبی متبادل کے منصوبے کے گرد متحد ہونا، جو موجودہ بین الاقوامی نظام کے اثر سے باہر ایک جامع سیاسی اور معاشی حل فراہم کرتا ہے، افریقہ کو بچانے اور اسے بین الاقوامی تنازعات کے بھنور سے نکالنے کی حقیقی اور یقینی ضمانت ہے۔

امت کا وہ منصوبہ جو شرعی احکام پر مبنی ہے اور جسے حزب التحریر پیش کر رہی ہے، یعنی نبوت کے نقش قدم پر خلافت راشدہ، ایک ایسی انقلابی تہذیبی بصیرت پیش کرتا ہے جو عالمی سرمایہ دارانہ نظام کی بساط الٹ کر رکھ دیتی ہے۔ یہ وژن بین الاقوامی اداروں اور بالخصوص معاشی اداروں کی استعماری اور معاشی غلامی کے خاتمے سے شروع ہوتا ہے، جس کا آغاز فرانک، یور و اور ڈالر جیسی استعماری کاغذی کرنسیوں سے چھٹکارا پانے اور سونے چاندی کے نظام کی طرف واپسی سے ہوتا ہے تاکہ مہنگائی اور مصنوعی لوٹ مار کا خاتمہ کیا جاسکے۔ اسی طرح یہ منصوبہ تیل، گیس، معدنیات اور یورینیم جیسے امت کے عظیم وسائل کی واپسی اور انہیں "ملکیت عامہ" (عوامی ملکیت) قرار دینے پر مبنی ہے جن کا انتظام براعظم کے تمام باشندوں کے مفاد میں چلایا جائے گا، جبکہ بین الاقوامی کمپنیوں کو ان پر قبضے سے روکا جائے گا، اس کے علاوہ سودی نظام اور ظالمانہ ٹیکسوں کا خاتمہ کیا جائے گا، اور ایسی بھاری اور جنگی صنعت قائم کی جائے گی جو مغرب کی محتاجی کی زنجیریں توڑ دے اور زرعی و صنعتی خود کفالت کی حقیقی شرائط فراہم کرے۔

وہ رکاوٹیں جو اس عظیم منصوبے کو حقیقت کا روپ دھارنے سے روکنے کی کوشش کر رہی ہیں، یعنی غلام حکمران نظاموں کی دیواریں اور استعماری بین الاقوامی نظام، انہیں صرف ایک ایسے بیدار عوامی انقلاب کے ذریعے ہی پاش پاش کیا جاسکتا ہے جو ایک مخلص فکری قیادت کے گرد جمع ہو، اور جسے افواج میں موجود مخلص اہل قوت و اثر اور بااثر اشرفیہ کی جانب سے عظیم اسلام کے نظریے کی خاطر نصرت حاصل ہو، تاکہ ایک ایسی بھرپور پکار بلند ہو جو نکالنے والے اور نکالے جانے والے دونوں کا جڑ سے خاتمہ کر دے، اور دہائیوں پر محیط سرپرستی اور غلامی کا خاتمہ کرے۔ اس طرح یہ براعظم دوبارہ اسی حال پر لوٹ جائے گا جیسا کہ وہ اسلام کے دور حکومت میں تھا، جہاں وہ امن و امان، معاشی خوشحالی اور آزاد سیاسی قیادت کے سائے میں تھا، تاکہ یہ سیاہ براعظم (افریقہ) اپنا وہ جائز مقام دوبارہ حاصل کر سکے جو اسلام کے راسخ عقیدے پر مبنی حقیقی بیداری اور اپنے واگزار کرائے گئے وسائل و مقدرات کی بنیاد پر ہو، اور پیرس و لندن کے جرائم و لالچ اور واشنگٹن کی غلامی سے کوسوں دور ہو۔

ولایہ مصر میں حزب التحریر کے میڈیا آفس کے رکن